بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

'حکمتِ قرآن' کی آٹھویں جلد کا پہلا شمارہ پیشِ خدمت ہے۔ زیرِ نظر شمارے سے پروفیسر حافظ احمد یار صاحب کی تالیف "لغات و اعرابِ قرآن" کی سلسلہ وار اشاعت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ جس کے مقدمہ کا نصفِ اوّل اسی شمارے میں شامل ہے۔

حافظ احمد یار صاحب کی ذات قارئین 'حکمتِ قرآن' کے لیے تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حافظ صاحب کا تعاون مرکزی انجمن خدام القرآن کو یومِ تاسیس ہی سے حاصل رہا ہے۔ حافظ صاحب کی پوری زندگی تعلیم و تعلّمِ علومِ اسلامیہ میں گزری۔ قرآن حکیم اور عربی زبان ابتدا ہی سے حافظ صاحب کے خصوصی دلچسپی کے مضامین تھے۔ تعلیمی دَور کا بیشتر حصہ اگرچہ سکول، کالج اور یونیورسٹی ہی میں گزرا لیکن دینی مدارس سے رابطہ بھی رہا اور ایک دینی مدرسے میں درسِ نظامی کے ابتدائی چند سال بطور متعلّم گزارے۔ جامعہ پنجاب میں اگرچہ آپ شعبۂ اسلامیات سے وابستہ رہے اور یہ وابستگی آپ کی ریٹائرمنٹ تک برقرار رہی لیکن اس پورے عرصے میں بھی آپ کی دلچسپی کے اصل موضوعات 'قرآن حکیم اور عربی زبان' ہی تھے۔ مرکزی انجمن خدام القرآن کا نام ہی غالباً حافظ صاحب کے لیے ایسا پرکشش تھا کہ انجمن کی 'قرآن کانفرنسوں' اور 'محاضراتِ قرآنی' میں جب بھی حافظ صاحب کو شرکت کی دعوت دی گئی، انہوں نے اسے خیر مقدم کہا اور کوئی سال ایسا نہ گیا جب اُن کا مبسوط مقالہ شاملِ کانفرنس یا محاضرات نہ ہوا ہو۔ قرآن اکیڈمی میں، جو مرکزی انجمن کا ایک اہم تعلیمی منصوبہ ہے، جب تعمیراتی کام کی ایک حد تک تکمیل کے بعد تعلیمی پروگرام کا آغاز ہوا تو حافظ احمد یار صاحب نے جو اس وقت تک یونیورسٹی سے ریٹائر ہو چکے تھے، عربی زبان کے استاذ کے طور پر اپنی خدمات انجمن کو پیش کیں اور قریباً ہمہ وقت استاذ کے طور پر اکیڈمی میں تدریس کا فریضہ سنبھال لیا۔ عربی زبان خصوصاً گرامر پر حافظ صاحب کی گرفت، اُن کا طرزِ تدریس اور پھر لگاتار پڑھانے کا سٹیمنا، یہ چند ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر حافظ صاحب بجا طور پر رشک کے لائق ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ ان سے پڑھنے کے بعد کوئی اور استاد طالب علموں کی نظر میں جچتا نہیں ہے۔ ہماری دانست میں مرکزی انجمن اور حافظ صاحب

کا 'قرآن' اتفاقی نہیں بلکہ اللہ کی تائید و نصرت کا مظہر ہے ۔

قرآن اکیڈمی کے دو سالہ تدریسی نصاب میں جب 'ترجمۂ قرآن' کی کلاس کا آغاز ہوا اور مدرس کی تعیین کا مرحلہ آیا تو نظر انتخاب پھر حافظ احمد یار صاحب پر گئی انہوں نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اس اہم ذمہ داری کو بھی خوش دلی سے قبول کیا اور اس انداز سے اپنی اس ذمہ داری کو ادا کیا کہ طلبہ روزانہ کئی کئی گھنٹے لگاتار عربی قواعد کے اجراء کے ساتھ ترجمۂ قرآن پڑھتے لیکن نہ ان کی آتشِ طلب میں کوئی کمی آتی نہ حافظ صاحب کے شوقِ تدریس میں کوئی تفاوت واقع ہوتا۔ اس نہج پہ ایک سال میں ترجمۂ قرآن کی تکمیل پر حافظ صاحب نے محسوس کیا کہ یہ کام انتہائی مفید ہی نہیں وقت کی اہم ضرورت بھی ہے ۔ انہیں اس ضرورت کا احساس بھی ہوا کہ اگر اس طور پر قرآن حکیم کی لغت اور اعراب کی بحث کو اردو زبان میں ضبطِ تحریر میں لایا جا سکے تو اُن طالبانِ علم قرآن کو جو عربی زبان پر مکمل عبور نہیں رکھتے ، قرآن حکیم کے سمجھنے میں بہت سہولت ہو جائے گی بلکہ عربی زبان اور اس کے قواعد سے بھی وہ بہت حد تک آشنا ہو جائیں گے ۔ پھر ممکن ہے کہ ان کا ذوقِ طلب انہیں عربی زبان کو مستقل بنیادوں پر سیکھنے اور تعلیم و تعلّم قرآن ہی کو اپنا کیریئر بنانے پر مجبور کر دے ۔ یاد رہے کہ اس سے قبل "علاماتِ ضبط اور رسمِ قرآنی" ہی حافظ صاحب کی دلچسپی کا مرکز و محور تھے ۔ انہوں نے اس موضوع پر اس قدر مواد جمع کر لیا تھا اور اپنے اندر اس کا اتنا ذوق DEVELOP کر لیا تھا کہ یہ موضوع ان کا اوڑھنا بچھونا بن چکا تھا اور اب وہ اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھنے کے لیے مناسب فرصت کی تلاش میں تھے ۔ لیکن 'ترجمۂ قرآن' کے تجربے نے ان کی سوچ کو اس حد تک بدل دیا کہ اب اول الذکر موضوع ان کے نزدیک ثانوی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور اب ترجیح اول ان کے نزدیک 'لغات و اعراب قرآن' ہی کی ہے جس پر باضابطہ کام وہ شروع کر چکے ہیں اور جس کا مقدمہ شامل شمارہ ہے ۔ تاہم 'علاماتِ ضبط اور رسمِ قرآنی' سے حافظ صاحب کے خصوصی شغف کا یہ مظہر قارئین کے سامنے آئے گا کہ "لغات و اعراب قرآن" میں علاماتِ ضبط کی بحث کو بھی ضمنی طور پر حافظ صاحب نے شامل کر دیا ہے ۔ جس کی افادیت اپنی جگہ مسلّم ہے ۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ حافظ صاحب کی صحت اور درازیٔ عمر کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس اہم تعلیمی کام کو باحسنِ وجوہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرماتے اور انہیں اجرِ عظیم سے نوازے ۔

ہمیں افسوس ہے کہ 'منشورِ اسلام' کی قسط اس بار بھی شاملِ اشاعت نہیں ہے ۔ محترم ڈاکٹر ابصار صاحب کی طرف سے اگرچہ قسط ہمیں بر وقت موصول ہو گئی تھی لیکن ادارے کے کاتب صاحب کی غیر معمولی مصروفیات کی وجہ سے اس کی کتابت ہنوز شرمندۂ تکمیل ہے ۔ انشاء اللہ فروری کے شمارے میں وہ ضرور شاملِ اشاعت ہو گی